Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر نہم و دہم — بابت رمضان و شوال ۹۷ھ مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء جلد ۳

درجات و مراتب قیمت	شرح قیمت رسالہ تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	کم از کم للوعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	سے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین۔	سے
(۵) للّٰہی قیمت بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہین رکھتے مگر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین		ثواب آخرت

ضروری اشتہارات و مفید اعلانات

۱۔ اشاعۃ السنہ سنین گزشتہ و ضمیمہ جات اخبار (جنمین تقلید و عمل بالحدیث سے بحث ہی) کے پورے اور باترتیب پرچے اب ہمارے پاس بجز ایک فائل کے باقی نہین رہے جسقدر تھے سب کے سب فروخت ہو گئے۔ اس فائل باقیماندہ مین اگست ۱۸۷۷ء سے دسمبر ۷۹ء تک کے پورے اور باترتیب پرچے موجود ہین جو فی ماہ ایک روپیہ کے حساب سے مل سکتے ہین۔

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

اسکے سوا پرچہ ہا ۱۸۷۷ء تو عنقا ہو گئے ہین اور پرچہ ہا ۱۸۷۸ء کے دو فایل پورے ہین جو اُسی حساب سے مل سکتے ہین باقی سب غیر مکمل ہین۔ ضمیمجات ۱۸۷۸ء نمبر ہفتم سے پانزدہم تک ہین۔ اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر چہارم سے دہم تک اشاعۃ السنہ جلد ۲ بجز نمبر ۳ اور سب ہین۔

یہہ سب پرچے نامکمل ہونیکے سبب عام لوگون کو بحساب فی ماہ ۲ر جسمین محصول ڈاک بہی شامل ہے مل سکتے ہین اور مساکین کو مُفت بلا قیمت صرف محصول ڈاک جو سال بھر کے پرچون کے لئے ۲ر سے زیادہ نہ ہوگا بہیجدینے پر مل سکتے ہین۔

یہہ سبہی پرچے فروخت یا فی سبیل اللہ تقسیم ہو جاوین تو دوبارہ سبہی بہ ترتیب مرغوب و طرز محبوب چہپوائے جائین۔ پس اہل ہمت اُن کامل فایلون کو غنیمت سمجہکر خرید فرماوین اور باقیماندہ پرچون کو باقی شایق حسب توفیق و حیثیت خود طلب فرماکر تمام کراوین پہر دیکہین کُل پرچہا سنین ماضیہ کس خوبصورتی سے چہپوائے جاتے ہین۔

۴۔ قیمت اشاعۃ السنۃ کی نسبت جو صاحب آجتک اغماض کئے جاتے ہین اور باوجود مکرر سہ کرر یاد دہانی و اشارات کے متنبہ نہین ہوتے خواب غفلت سی بیدار ہو جائین اور اس امر کے منتظر نہین کہ ہم انکو نام بنام آوازین دیکر جگائین زیادہ افسوس اُن لوگون پر ہے جو جواب خطوط مین قلم نہین اُٹہاتے اور ہم مہینے ہمارے اوقات و زر محصول خطوط کا خون کراتے ہین اگر وہ حضرات بجائے ارسال زر یہی لکہدین کہ ہم کچہہ نہ دینگے تو بہی ہم اُنکے شکر گزار ہون سب سے زیادہ افسوس حضرات علماء پر ہے جو ثواب اشاعت و اعانت حق و ایفاء وعدہ و حقوق عباد کے مسایل سے واقف ہین پہر انکو نہ وعدہ کا لحاظ ہے نہ ادائے حق کا خیال ہے۔ ایسا ہی اُن رؤسا و اُمراء پر جنمین ایسے ایسے نواب و تعلقہ دار و مالگذار ہین جو اکیلے جیب خاص سے کُل مصارف اشاعۃ السنۃ کے متحمل ہو سکتے ہین ایسے لوگ جو دو روپیہ ایکروپیہ یا آٹہہ آنہ ماہوار بدون مطالبہ نہ بہیجین اور مطالبہ پر بہی دو دو تین تین خطوط تک کا جواب تک نہ دین تو

فان تاويلاتهم ليست بابعد من تاويلات اهل الحق للنصوص الظاهرة فى خلاف مذهبهم ذلك لان من النصوص ما علم قطعاً من الدين انه على ظاهره فتاويله تكذيب معنىً بخلاف البعض

مندفع ہوا جسکی تقریر یہہ ہی کہ جو شخص اصول و اعتقادیات مین تاویل کرتا ہے اگر اسکو مکذب شریعت ٹہرایا جاوے تو بہت سی فرقون اہل اسلام (جیسے اہلبدعت بلکہ باہمی مختلف اہلحق) کی تکفیر لازم آتی ہے اگر اسکو مکذب شریعت نہ ٹہرایا جاوے تو منکرین حشر اجسام و حدوث عالم و علم خداوندی متعلق جزئیات کی تکفیر بہی ثابت نہین ہوتی اسلئے کہ اُن لوگون کی تاویلین بہ نسبت تاویلات اہلحق جو وہ اپنے مذہب کی مخالف نصون مین کرتے ہین بعید نہین۔

اس شبہ کے دفع ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ بعض نصوص (آیات قطعی الدلالۃ) دین مین ایسے ہین جنکے ظاہری معنی کا مراد ہونا یقیناً معلوم ہو چکا ہی (جیسی آیات حشر و نشر و حدوث عالم جنمین منکرین تاویلین کرتے ہین) پہر اُنکی تاویل یقیناً رسول کی تکذیب ہی اور بعض نصوص (آیات ظاہرۃ الدلالۃ) ان نصوص قسم اوّل کی مخالف ہین یعنی اُنکے ظاہر معنی کا مراد ہونا یقیناً ثابت نہین ہے جیسی آیۃ دیدار الہی یا خلق افعال جنمین معتزلہ وغیرہ تاویل کرتے ہین انمین تاویل یقیناً آنحضرت کی تکذیب نہین ہے۔

قد ظهر ان الكافر اسم لمن لا ايمان له فان اظهر الايمان خص باسم المنافق وان طرء كفره بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام وان قال بالهين او اكثر خص باسم المشرك لاثباته الشرك فى الالهية و ان كان متدينا ببعض الاديان والكتب المنسوخة خص باسم الكتابى

یہہ ظاہر ہو چکا کہ کافر وہ ہی جسکا ایمان نہ ہو پہر اگر وہ بظاہر اسلام کا دعوی کرتا ہی تو وہ منافق ہے اور اگر اسلام کے بعد اسپر کفر طاری ہو گیا ہی تو وہ مرتد کے نام سی مخصوص ہی اور اگر وہ دو معبودون کا قایل ہے تو وہ مشرک کہلاتا ہے اور اگر وہ سوائے دین اسلام اور دین سماوی یا کتاب منسوخ کا قایل ہے تو اسکو کتابی کافر کہا جاتا ہی جیسے یہود و نصاری ہین۔ اور اگر وہ زمانہ کو قدیم سمجہکر حوادث عالم کو زمانہ کیطرف منسوب کرتا ہی (یعنی جو ہوتا ہے

کالیهودی والنصرانی وان کان یقول بقدم الدهر واسناد الحوادث الیه خص باسم الدهری وان کان لا یثبت الباری تعالی خص باسم المعطل وان کان مع اعترافه بنبوة النبی صلعم واظهاره شعایر الاسلام یبطن عقایدهی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق - وهو فی الاصل منسوب الی الزند اسم کتاب اظهره مزدك فی ایام قباد وزعم انه تاویل کتاب المجوس الذی جاء به زرادشت الذی یزعمون انه نبیهم

سو زمانہ کرتا ہی) تو اسکو دہریہ کہا جاتا ہی اور اگر وہ کسی خالق کا قایل نہین ہے تو وہ معطل کے نام سی مشہور ہی اور اگر وہ آنحضرت کی نبوت کا اقراری ہی اور شعایر اسلام نماز روزہ وغیرہ کو ظاہراً عمل مین لاتا ہے (جیسے آجکل کے بعضے نیچری†) پر دل مین ایسی اعتقاد رکہتا ہے جو بالاتفاق کفر ہین (جیسے حضرات نیچریہ کے اعتقادات کہ دوزخ و بہشت و جن و ملک بوجود خارجی موجود‡ نہین اور حشر و نشر و حساب و کتاب سی ظاہری معنی مراد نہین ہے اور قرآن باین الفاظ و نظم غیب الغیب سی بوسیلہ جبرئیل امین خارج از ذات نبوی آنحضرت پر نازل نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے طبعیت†† سی بنالیا اور بعض آیات# کو اور مذہب والون کی کتاب سی لیلیا ہے وامثال ذلک) تو ایسا شخص باسم زندیق مخصوص ہی جسکی دراصلی نسبت زند کی طرف ہی اور وہ ایک کتاب کا نام ہی جسکو مزدک نے زمانہ قباد مین ظاہر کیا اور یہہ کہا کہ اس مین اس کتاب مجوسیون کا بیان ہے جو انکی زعم مین انکا نبی زردشت لایا ہی۔

† بعض کے قید اس لئے لگائی ہے کہ اکثر بیباک تو اس مذہب مین داخل ہوتے ہی نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام سے استعفا داخل کرتے ہین جسکو اس مذہب کے بانی یا مجدد (آنریبل صاحب بہادر) بڑی خوشی سے قبول کرتے ہین اور ان لوگون کو باین الفاظ کہ جو کسی حکم مذہبی کو نمانے وہ بلاشبہ مسلمان و ناجی ہے) آزادی و بیباکی کا سارٹیفکٹ دیتے ہین دیکہو پرچہ تہذیب ماہ ذی قعدہ سنہ ۷۶ -

‡ دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۳ صفحہ ۲۱۷ جسمین ان اعتقادات کے مواضع تفصیل کا ذکر ہے -

†† دیکہو تہذیب ماہ ربیع الاول سنہ ۹۷ و تفسیر پرتزویر صفحہ ۲۷ سے جنکی عبارتین عنقریب منقول ہونگی -

دیکہو تفسیر صفحہ ۹ جسمین آپنے یہہ مانا ہے کہ بسم اللہ مجوس کی کتاب سے آنحضرت نے لے لی ہے -

قال البحث التتابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة فی باب الکفر والایمان ومعناه ان الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الاجسام وما اشبه ذلک واختلفوا فی اصول سواها کمسئلة الصفات وخلق الاعمال وعموم الارادة وقدم الکلام وجواز الرویة ونحو ذلک مما لا نزاع فی ان الحق فیها واحد هل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد وبالقول به ام لا والاقل لا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلک وکذا بصدور شیئ من موجبات الکفر عنه۔ اھ ملخصاً

بحث ہفتم اُن لوگونکے حکم مین ہی جو اہل قبلہ ہوکر حق کے مخالف ہین کہ آیا وہ لوگ کافر ہین یا مومن۔ اِس بحث کا مطلب یہ ہی کہ جو لوگ ضروریات اسلام (اعتقاد حدوث عالم وحشر اجسام اور اُسکے نظایر) پر اتفاق رکھتے ہین اور اُنکے سواء اور اصول مین الحق کے مخالف ہین (جیسے مسئلہ صفات باری اُسکا عرش پر ہونا دیکھنا سُننا بولنا وغیرہ) اور مسئلہ خلق اعمال اور خدا کی ارادہ کا عام ہونا اور خدا کی کلام کا قدیم ہونا اور خدا کی دیدار کا جایز ہونا اور مثل اُنکی اور مسایل جنمین اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق حق صرف وہی بات ہی جو اہلسنت کے نزدیک ثابت ومقرر ہی اُن لوگون کی نسبت یہ بحث ہے کہ آیا یہ مومن ہے یا کافر ہین ورنہ ایسے شخص کے کفر مین کوئی بحث ونزاع نہین جو اہل قبلہ کہلاوے اور عمر بھر طاعات (نماز روزہ وغیرہ) پر مداومت کرے ومع ذلک عالم کو قدیم جانے اور حشر اجسام کی نفی کرے یا علم خدا متعلق جزئیات کو مٹاوے یا مثل اُسکے اور اعتقاد رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہین ایسا ہی اُس شخص کے کفر مین بحث ونزاع نہین جس سے ایسا فعل یا قول سرزد ہو جو باتفاق کفر کا موجب ہو جیسے کوئی خدا ورسول کو گالی دے یا نبی کو قتل کرے یا اور وجہ سے اُسکی اہانت کرے یا مسجد کو گراوے (بنارس کی مسجد کو نہ سمجھیگا) اور بجائے اُسکی کوئی بتخانہ یا پاخانہ یا کوئی اور عمارت کسی صاحب کی یادگار بنادے یا کسی فرض قطعی سے انکار کرے یا حرام قطعی کو جیسے خنزیر حلال بتاکر نوشجان کرے یا بُت کے آگے سجدہ کرے یعنے

ایسے افعال و اقوال و اعتقادات والی اشخاص بالاتفاق کافر ہین اگرچہ کلمہ گو ہون اور معہ ذالک نماز روزہ وغیرہا ظاہری طاعات کی بھی ملتزم ہون۔ شرح مقاصد کا مطلب بزیادۃ تشریح و تمثیل تمام ہوا ایسا ہی اور کتب عقاید مین مرقوم ہے۔

ان شہادات و تصریحات اکابر اہلسنت سے خوب **ثابت** ہوا کہ جو اہلسنت فی لاتکفر احدا من اہل القبلۃ کہہ رکھا ہی یہہ خاصکر انہی اسلامی فرقون کی نسبت کہا ہوا ہی جن کو اصول اسلام پر اتفاق ہے یہہ قول انکا ایسا عام و غیر محدود نہین ہے جسمین ہر کلمہ گو منافق ہو خواہ زندیق یا مرتکب کفر یا ملتزم امور مستلزمہ کفر کا داخل و شامل ہونا ممکن ہوا سکو ایسا عام سمجھنا پرلے درجہ کی غلط فہمی ہے اور اسکے اصلی معنی سمجھکر اس عموم پر اسکو حمل کرنا ابلہ فریبی اور دہوکہ دہی ہے۔

یہہ تائید اعتراض سوم و چہارم کے متعلق اخیر کلام ہی جسکا اتمام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو کچھہ آپنے اعتراض اول و سوم و چہارم کیا ہی وہ سراسر دہوکہ و مغالطہ ہے۔ اب رہا **جواب آپکا اعتراض دوم** کا سو یہہ ہے کہ امام صاحب نے تو صرف انکار حشر اجسام مین دین کا ضرر بتایا ہے مطلق بحث حشر اجسام کو جسمین حشر اجسام کا اثبات اور اسکی حقیقت ذاتی اور وجود اصلی کا بیان ہو مضر دین نہین فرمایا آپ کا مطلق بحث سے ممانعت اور اسمین تجویز مضرت کو امام صاحب کی طرف نسبت کرنا **طرفہ افترا**۔ اور پھر اس **طرفہ** پر یہہ **طرفہ** کہ امام صاحب تو بحث حشر و نعیم و آلام بہشت و دوزخ سے منع کرتے ہین اور ہم (خود بدولت جناب سید احمد) اس قسم کی بحثین کرتے ہین اور منکرین و متردد ین کو ان اشیاء کی حقیقت سمجھا کر انکو اسلام پر قایم کرتے ہین پھر ہم دونون مین کون شخص دین کا نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان ہے؟ پرلے درجہ کی دلیری ہے جو یہہ مصرع یاد دلاتی ہے

؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ؛ آپ کوئی ایسی بحث کرتے جسمین اسلام کی کسی بات کی اصلی حقیقت جو شارع کے نزدیک مقرر ہے بیان کرتے تو یہہ دعوی کرتے ہوئے زیب دیتا **آپ نے** تو اسلام کی کسی ایک بات کی اصلی حقیقت کو قایم نہین رہنے دیا جس بات پر ہاتھہ ڈالا اسی کی حقیقت کو نیست و نابود کر دیا اور اس کو بتاویل و تحریف غیر حقیقت پر

محمول کیا - تس پر یہہ دعوی آپ کے مونہہ سے کب زیب دیتا ہے - اِس امر کی تفصیل خُدا نے چاہا تو اشاعۃ السُّنۃ کی دو چار جلدون مین ہوگی - اسمقام مین اسکی تمثیل پر اکتفا کرتا ہون اور آپ کے معتقدین اور عامہ ناظرین کو آپ کے حقایق بیانی وبحق اسلام نفع رسانی پر آگاہ کرتا ہون -

پس واضح ہو کہ اصول اسلام وامہات عقاید وایمان یہہ ہین کہ (۱) خدا کو بجمیع صفات کمال ماننا اور (۲) رسول کو برحق جاننا (۳) خدا کی کتابون پر ایمان لانا اور (۴) اُسکے ملایکہ کو ماننا (۵) مرنیکے بعد اُٹہنے پر یقین رکہنا -

اِن عقاید کا اصول اسلام سے ہونا نصوص قطعیہ کتاب وسنت سے ثابت ہی اور لڑکون تک جو اُستانی جی سے صفت ایمان مجمل ومفصل سیکہی ہون معلوم ہے -

پس اب دیکہنا چاہئے کہ اِن اصول مین آپ نے کیا حقیقت بیان کی ہے - اسی سے بقیہ اسلام مین آپ کی حقیقت بیانی وبحق اسلام نفع رسانی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے بحکم ؎

قیاس کُن زگلستان من بہار مرا + ہمارا تو یہہ خیال ہے کہ اِن اصول مین سے جس اصل کو آپنے ہاتہہ مارا ہے اُسکی حقیقت کو نیست ونابود کر دیا ہے اور بجائے انکے اپنی خانہ ساز حقیقت کو کہڑا کر دیکہایا ہے - آیندہ ناظرین کو اِس خیال کا صحیح یا غلط ہونا تفصیل ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے

ایمان باللہ کی نسبت آپکی حقیقت بیانی

حقیقت ذات باری تعالی آپ نے ایسی بیان کی ہی کہ اسکو اندہون کا ہاتہی بنا دیا ہے جیسے اندہون کے ہاتہی مین سے جو کچہہ کسی اندہے کے ٹٹولنے مین آتا ہے وہی ہاتہی قرار پاتا ہی ویسی ہی جو کچہہ خُدا کی نسبت کسی کے خیال‡ مین آوے (کہ وہ بیچون وبے چگون ہے یا بڑے سر کا یا سیکڑون سر کا یا بہت بڑی

† دیکہو خاتمہ سورہ بقر مین امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ ۲ اور رکوع ۲۰ سورہ نساء مین ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر ۲ - ‡ دیکہو تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ ۵۴ و ۵۵ جسکے بعض فقرات اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ مین نقل ہو چکے ہین اور بعض فقرات اسمقام مین نقل کئے جاتے ہین - اسمین آپ فرماتے ہین اسمین شک

پیٹ کا یا بہت سی بہجا کا یا نہایت ہیبت ناک خونخوار بدشکل ڈاین یا نہایت خوبصورت دُلہن وُہی آپ کے نزدیک خدا کی حقیقت ہی اسلیے کہ آپ کے زعم مین ان خیالات مختلف کیطرف انسان کو طبعیت (یعنی نیچر) رہنمائی کرتا ہے اور نیچر کی رہنمائی عین خدا کی رہنمائی ہے - پس جو کچہہ کسیکو خدا کی نسبت سوجہا ہے وہ آپ کے نزدیک خدا کی طرف سے سوجہا ہے اور وہی خدا کی حقیقت ہے - پس آپ کے نزدیک اِس خیال کا ماننا خدا کا ماننا ہے اور اس صورت خیال کا پوجنا خدا کا پوجنا ہے بلکہ اِس خیالی صورت کا بت یا کوئی نقشہ بنا لینا اور اُسکی پرستش کرنا عین پرستش خدا ہے اور جو خدا پرستون (انبیا) نے قبلہ بنایا ہے یا کوئی نشان کہڑا کیا ہے وہ یہی کام کیا ہی اور اسی خیال پر مبنی ہی اِس بیان حقیقت ذات الہی کے ضمن مین آپنے حقیقت عبادت جو نبیون سے وقوع مین آئی اور اسکی جہات و مکانات کی تقرری ہوئی ہے نیز بتادی ہے اور یہہ بات جتادی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہی بت پرست تہی جو بنام نہاد خُدا پہتّرون کی پرستش کرتے رہی - سبحان اللہ حقیقت بیانی اسی کا نام ہے - اور بحق اسلام نفع رسانی اسیمین تمام ہے -

نہین کہ ایک اعلی قوت کے موجود ہونیکا خیال جسکو کچہہ ہی تعبیر کرو (یعنی خدا کہو یا نرنکار) انسان مین ایک امر طبعی ہے یہہ بہی ایک لازمی امر ہی - کہ اس اعلی قوت کے قرار دینے مین اختلاف واقع ہوا کوئی تو ان ہی موجودات اور مخلوقات مین سے کسی کو وہ اعلی قوت سمجہی اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اُس نے اپنے خیال مین بنایا ہو وہ قوت اعلی قرار دے اور کوئی ایسے لامعلوم اور بیچون و بے چگون قوت کو جو ان سب کی علۃ العلل ہے وہ قوت اعلی سمجہی - × × × × × × یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجاتا ہے - × × × یہہ بہی انسان کا ایک امر طبعی ہے کہ صرف خیالی چیز سے نہ اسکو محبت ہوتی ہی نہ اسکی طرف توجہہ ہوتی ہے پوری توجہہ تب ہوتی ہے جبکہ اِس خیالی شے کا کوئی نشان اصلی یا فرضی اسکے سامنے ہو - اِس فقرہ کا اخیر اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ہذا مین منقول ہے جسمین خوب وضاحت سی حضرات انبیا ابراہیم و اسحق و یعقوب و محمد الرسول اللہ سلام اللہ علیہم اجمعین کا بنام نہاد خدا پتہرون کو پوجنا آپنے بیان کیا ہے -

حقیقت صفات باری تعالی آپ نے ایسی بیان کی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک خدایتعالی ایک حاکم معزول کی مانند (جیسے غدر سے پہلے دہلی کا بادشاہ تہا اور اسوقت ٹونک کا معزول نواب ہی - جو برائے نام بادشاہ نواب کہلاتی اور حکمرانی مین جو لوازم بادشاہی سے ہی دخل نہ رکہتی) محض معطل و بیکار ہے و منصب خداوندی (تصرف عالم) نیچر کے سپرد ہی آپ کی تحقیق کے رو سی صدور عالم (اجسام و طبایع) تو ایک دفعہ خدا سے (جبراً لا اختیاراً) ہو چکا ہے مگر اب خدا تعالی کو اس عالم مین تصرف و تبدل کا اختیار نہین رہا - مثلاً† خدا نے آگ کو جلانیوالی اور پانی کو بہجانیوالا پیدا تو کر دیا مگر اب اگر وہ آگ سی پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لینا چاہے تو اُسپر اُسکو قدرت و اختیار نہین ہے یا مثلاً خدا نے آدم کے بعد انسان کی پیدایش نطفہ نر سے کی ہے - اسمین اگر خدایتعالی یہہ تصرف کرنا چاہے کہ بے نطفہ نر ایک کنواری کے پیٹ سی بچہ پیدا کرے (جیسے بزعم اہل اسلام و اہل کتاب مریم علیہا السلام سے عیسی‡ علیہ السلام ہوئے) یا مٹی مین روح پہونک کر اُسکو انسان بنا دے (جیسے آدم علیہ السلام ہوئے) یا نباتات کیطرح زمین کو پہاڑ کر اُسمین سے انسانون کو نکال دے (جیسے بزعم اہل ایمان قیامت کو ہوگا) تو خدا اسپر قادر نہین ہے -

یہہ تحقیق معزولی و بیکاری باری تعالی آپکے جملہ تحقیقات کا اصل اصول ہے - اور آپکے مذہب نیچری و تفسیر نیچری از سر تا پا اسی تحقیق پر مبنی ہے -

---

† تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ مین بضمن بیان اصول قدیم و جدید کی آپنے فرمایا ہے اصول قدیم یہہ ہی کہ خدا کی عظمت و قدرت اسمین کہ وہ پانی سے آگ کا اور آگ سی پانی کا کام لیسکتا ہی - جدید اصول یہہ ہے کہ اسمین خدا کی قدرت اور عظمت اور صنعت مین بٹہ لگتا ہی" - یہہ کلام باعلی ندا منادی ہے کہ سلسلہ حوادث و کاینات نیچر کی سپرد ہی - اور خدا کو اسمین تغیر و تبدل کا اختیار نہین ہے یا یون کہو کہ تغیر و تبدل خدا کی قدرت مین داخل نہین ہے -

‡ آپکے پرائیوٹ و تحریرون سے جو بنام بعض حواریین صادر ہوئی ہین ہمکو معلوم ہوا کہ آپنے مسیح کی پیدایش یوسف نجار کے نطفہ سے تجویز کی ہی اور یہہ بات تفسیر پر تزویر مین لکہدی ہے - مگر ابہی تک وہ جلد تفسیر جسمین آپنے مریم علیہا السلام پر یہہ بہتان لگایا ہے ہمارے پاس نہین پہنچی - پہنچی تو دیکہین اسمین کیا کیا گل کہلائے ہین -

اور حقیقت ایمان باللہ آپ نے یہہ ٹہرائی ہے کہ جو ہر کسیکی دل مین خدا کی وجود (جسطرح پر کہ اُس نے ٹہرالیا ہو بیچون و بے مثل یا بت کی شکل) کا خیال ہے وہی خیال ثبوت ایمان کیلئے کافی ہے۔ گو مونہہ سے اس خیال کا بہی اقرار نہ ہو بلکہ برملا اُس سے انکار اور اُس انکار پر اصرار پایا جاوے اور اگر اس خیال کا کوئی زبان سے اقرار کرے اور لا الہ الا اللہ کہدے تو پہر تو وہ جو جی† چاہے سو کرے۔ خدا کی تکذیب کرے رسول کی توہین کرے مسجد کو گرادے مصحف کو جلادے زنار پہن لے بت کے آگے سجدہ کرے خنزیر کو حلال بتادے حلال کو حرام ٹہرادے اسکی ایمان اور نجات مین کوئی شک و شبہ نہین ہے۔

† یہہ بات آپ کے اقوال اور اصول مین جابجا موجود ہے اسی مضمون النظر فی التفرقہ بین الاسلام والزندقہ (جسکی جواب مین ہمارا قلم جاری ہے) کی اس عبارت کو دیکہو جو بذیل تائید اعتراض سیوم و چہارم نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۲۵ منقول ہو چکی ہے۔ اور اسی مضمون کی دوسری عبارت نمبر ہذا مین بصفحہ ۲۵۹ آویگی۔

مگر کمال افسوس و تعجب کا مقام ہے کہ آپ نے مضمون دافع البہتان مین (جسکو مین سراسر بہتان سمجہتا ہون اور اسکی تفصیل و بیان کا ارادہ رکہتا ہون) اس سے انکار کیا ہے اور ان باتون کے قایل و معتقد پر لعنتون کا مینہہ برسایا ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق سنہ ۹۱ نمبر ۱۱ جلد ۵ مین کتاب تائید الاسلام تالیف جناب مولانا سید علی بخش خانصاحب سے اپنی نسبت یہہ الزام نقل کیا ہے کہ سید احمد خان یا نیچریہ کے مذہب مین کوئی فعل اگرچہ شعار کفر مین سے کیون نہ ہو مثلاً انکار کرنا نبوت انبیاء سابقین کا یا کتب سماویہ سابقہ کا یا وجود ملائکہ کا یا معاذ اللہ قرآن شریف کا عمداً بول و براز مین آلودہ کرنا یا پہینک دینا یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹہرانا یا کسی نبی کو معاذ اللہ گالی دینا یا بہشت و دوزخ اور قیامت آنیکا منکر ہو جانا یا ضروریات دین کا انکار کرنا کسی آدمی کو کافر نہین بناتا پہر اسکے جواب مین بذیل ایک الزام کے لعنۃ اللہ علی قایلہ و علی معتقدہ فرمایا ہے اور آٹہہ دفعہ یہہ کلمہ حوالہ قلم کیا اور تعجب پر تعجب کا محل یہ ہے کہ اُسی مقام مین یہہ بہی صاف فرمادیا ہے کہ بت کے آگے سجدہ کرنا اور زنار پہن لینا ہمارے نزدیک کفر نہین ہے اور یہہ نہین سوچا کہ اُن افعال مین جنکے قایل و معتقد پر ہمنے لعنتون کا مینہہ برسایا ہے اور بت کے آگے سجدہ کرنے اور زنار پہن لینے مین کیا فرق ہے جنکے رو سے اُن افعال کے مستلزم کفر نہونیسے انکار ظاہر کیا ہے اور بت کے آگے سجدہ کرنیکا مستلزم کفر نہ ہونا تسلیم کر لیا معلوم نہین۔

حقیقت رسول اور وحی و نبوت آپنے ایسی بیان کی ہے کہ اسمین نبی کو بن پڑہے شاعر اور بے سیکہے سکہائے گانے ناچنے والی رنڈی - اور مادر زاد مسخری رنڈلی اور چیلی خونخوار قاتل موذی

† تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مین آپ فرماتے ہین جسطرح کہ انسان مین اور قوائے ہین اسیطرح مدد وحی والہام بھی انمین ہے - × × × یہ ملکہ ایک آلہ انکشاف علوم و حقایق اشیا کا بھی ہے - اور اسلئے اسکا تعلق کسی خاص علم یا فن پر منحصر نہین ہے بلکہ ہر ایک سے جداگانہ اور مستقل تعلق رکہتا ہے اور بلحاظ اپنے تعلق کے اسی علم یا فن کے سابقہ وہ ملکہ منسوب یا موسوم ہوتا ہے جیسکہ مدد حکمت یا ملکہ طب ملکہ شاعری ملکہ عدالتی ملکہ موسیقی ملکہ قاضی وعلی ہذا القیاس انسان جبکہ انسان کی نیچر پر غور کرتا ہے تو اسکی چار حالتین پاتا ہے ایک وہ حالت جو اسکو تربیت و صحبت و تمدن و اخلاق سے حاصل ہوتی ہے جسکو **کانشنس** کہتے ہین دوسری وہ حالت جو اسکو کسی علم یا ہنر مین ترقی کرنیسے حاصل ہوتی ہے جو اس علم کے ملکہ سے تعبیر کیجاتی ہے - تیسری حالت یہ کہ جب وہ کسی علم یا ہنر مین غور کرتا ہے اور کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہو اور اسکی علمی و اکتسابی قوت اسکے حل سے عاجز ہو جاتی ہے تو اسکے دل مین دفعتہ ایک بات آجاتی ہے جسکو وہ نہین جانتا کہ کہان سے آئی اسطرح دل مین آنی والی بات کو وحی والہام کہتے ہین (یہ تینون حالتین انکی کلام سے المعنی نقل ہوئی ہین) چوتھے حالت انسان مین ہم کہتے پاتے ہین جسکی بنا اکتسابی علوم پر قایم نہین ہو سکتی بلکہ اس شخص کے نیچر پر قایم ہے - ایک جاہل شخص کو جو علم سے واقف ہی نہ ہو فرض سے نہایت عمدہ شاعر پاتے ہین بڑا ادیب دیکہتے ہین ان پڑہ اور بے علم لوگون نے ایسی دقیق مسایل اخلاق بیان کیے ہین جنکو حال کی ترقی یافتہ دنیا کے بھی تعجب سے دیکہتے ہین × × × × × × × ×

پس اسطرح دلمین پڑنیوالی بات کو ہم وحی والہام کہتے ہین اسمین کچھ شک نہین کہ وہ پڑتی نہین بلکہ اُبہتی ہے مگر جب اُسکے اُبہلنے کے اسباب ہم نہین پاتے اسکو **القا** کہتے ہین - ہمنے الہام کو خالی نلی مین پانی بہرنا نہین مانا بلکہ فوارہ کیطرح اُسمین سے اُبلنا مانا ہے گو کہ اُسکے لئے خفیف تحریک ہوئی ہو ایسے لوگ بھی ہوئے ہین جنہون نے اپنی حالت کو سوچا اور دوسرون کی حالت کو دیکہا اور ایک اُنکے دلمین پڑا جسمین سے اُنہون نے ترقیاں اور سوسیٹی کے اثرون پر غلبہ پایا - اس دلمین پڑنے والی شے کو بھی ہم **الہام** اور **وحی** کہتے ہین اگر وحی اور الہام نہ تہا تو اور کیا تہا جسنے کالون اور لوتھر کے دل کو اس پرانے راستہ سے پہیرا اس فقرہ کا خمیر

اور دیوانہ آدمی کا ہمسر بھجنہ قرار دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ وحی و رسالت کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خاص خاص اوقات اور مواقع پر خاص

نمبر ششم میں بصفحہ ۴۰۳ نقل کیا ہے) خدا تو ایسا فیاض ہے کہ کتنی کے دل میں بھی وحی ڈالتا ہے پھر ان کے

واسطے وحی یا الہام ڈالنے سے اسکو کبھی نہیں موڑا۔ ۔ ۔ ۔ الہام یا کتاب الہامی کا پرنٹر (یعنی چھاپنے والا)

خود اسکا دل ہے جس پر الہام ہوا اسکا دل اُسکی تمام اوراق کا مخزن ہے۔ ایکا ول وہ شخص ہے جس سے اُس نے اعتباری طور پر

اسکی تصنیف کا حال ظاہر کیا ہے۔ جب یہ خیال کہ وحی والہام اوپر سے آتا ہی نکالدیا جاوے اور یہ سمجھا جاوے

کہ وہ آتا نہیں بلکہ جاتا ہے اور پھر پلٹ کر پڑتا ہے اور خاص خاص علوم اور انکشاف سے علاقہ رکھتا ہے تو کتب الہامی

کی نسبت بھی یہ خیال صاف ہو جاتا ہے۔ ۔ ۔ اور تفسیر سیزدہم میں فرمایا ہے وحی تو وہی ہوتی ہے جو خدا سے

پیغمبروں کو وحی بھیجتی ہے مگر کلے مفسروں نے اسکی بیان کردہ کیونکر وحی بھیجتی ہے ایسکے طور پر نہیں کیا انہوں نے

خدا کو رسول کو دنیا کا بادشاہ اور وزیر کی مانند اور وحی کو بادشاہ کی کلام یا حکم یا پیام کی مانند سمجھا ہے اور جبرئیل کو

ایک معتمد فرستادہ بادشاہ و وزیر میں ایچی پیغام لیجانے والا قرار دیا ہے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں

رقم فرماتے ہیں کہ آسمان پر جبرئیل خدا کا کلام سنکر آنحضرت پر آتے تھے اور وہ پیغام کہدیتے تھے۔ ۔ ۔ ۔

مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک فضری چیز سمجھا جاوے۔ جوابہ ہیں مقتضائے الٰہی فطرت کے مثل دیگر قوی

انسانی کے ہوتی ہے جس انسان میں وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے اُسمیں وہ قوت ہوتی ہے

جس طرح کہ تمام ملکات نفسانی اسکی ترکیب اعضا و دل و دماغ و خلقت کی مناسبت سے علاقہ رکھتی ہیں۔

---

† اس بناوٹ کو فرماتا آپ نے صفحہ ۹ التفسیر کے بحث جبر و اختیار کے اس طرح بیان کیا ہے علم تشریح بدن

سے ثابت ہوگیا ہے کہ ہر قسم کی بناوٹ انسان کی ہوتی ہے اسکے مناسبت افعال خواہ نخواہ اس سے سرزد ہوتے ہیں مثلاً

بے رحم ہونا قاتلوں کی کھوپڑی میں ایک خاص قسم کی بناوٹ ہے اور تحقیقاً سے ثابت ہوا ہے کہ ہر قاتل سفاک

کی کھوپڑی اسی بناوٹ سے ہوتی ہے۔ پس جس کی کھوپڑی اس بناوٹ کی ہوگی وہ ضرور سفاک قاتل بے رحم ہوگا اور

جو بے رحم سفاک قاتل ہوگا اسکی کھوپڑی ضرور اسی بناوٹ کی ہوگی اور خاکسار نبی کی بناوٹ کو نمبر ۴ جلد ۶

تہذیب الاخلاق صفحہ ۹۲ و نمبر ۶ جلد ۶ صفحہ ۱۶۰ میں بعنوان مضمون کا فرشتہ ان الفاظ سے بیان کیا ہے اُسکا بناوٹ ہے

پیغام یا احکام بواسطہ ملایکہ خارج از وجود انسان آدمی کیطرف بہیجتا ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے حکم احکام ایلچیون کے ذریعہ سے اپنے وزیرون اور امیرون کی طرف بہیجتے ہین۔ بلکہ رسالت

اسیطرح ملکہ نبوت بہی اسی سے علاقہ رکہتا ہے یہہ بات کچہہ ملکہ نبوت پر موقوف نہین ہے ہزارون قسم کے جو ملکات انسانی ہین بعضی دفعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان مین از روئے خلقت و فطرت کے ایسا قوی ہوتا ہے کہ وہ اسی کام کا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے۔ لوہار اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے۔ شاعر بہی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے۔ ایک طبیب بہی فن طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جسطرح کہ اور قوائے انسانی بمناسبت اسکے اعضا کے قوی ہوتی ہین اسیطرح یہہ ملکہ بہی قوی ہو جاتا ہے اور جب ایسی پوری قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور مین آتا ہے جو اسکا مقتضا ہوتا ہے جسکو عرف عام مین بعثت سے تعبیر کرتے ہین۔ خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر کہتے ہین اور زبان شرع مین جبرئیل کہتے ہین اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہین ہوتا اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے اسکا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام پہنچاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی مجسم چیز ہوتا ہے جس مین سے خدا کی کلام کی آوازین نکلتی ہین وہ خود ہی کان ہوتا ہے جو خدا کی بے حرف و بیصوت کلام کو سنتا ہے خود اسکی دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹہتی ہے اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے اسکا عکس اسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اسکا ثبوت دیتے ہین ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکہی ہوگی وہ بغیر بولنے کے اپنے کانون سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکہون سے اپنے پاس کسیکو کہڑا

ف اس کامل ترقی پر ہوتی ہی اسمین وہ ملکہ خلقی ہوتا ہے اور اسلیے جب وہ کسی ایسی بات پر غور کرتا ہے جو اخلاق سے یا یون کہو کہ دین سے متعلق ہے اسکے دل مین وہی بات پڑتی ہے جو نہایت سچی اور سیدہی ہوتی ہے اور عین مرضی قانون قدرت کے بنانیوالیکی ہے اس القا کے مختلف طریقے قانون قدرت کے بموجب ہین جنکو ہم دوسری زبان مین وحی اور الہام اور روع فی النفس کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہین۔ حاشیہ الحاشیہ

اور وحی ایک فطرتی اور جبلی امر ہے جسکی حقیقت یہہ ہے کہ خدا نے نبی کی جبلت وطبیعت اور دل ودماغ وغیرہ کی بناوٹ ایسی کر رکہی ہے کہ جب وہ کسی نیک یا بد امر مین غور وفکر کو کام مین لاتا ہے اور اسکے حسن وقبح کیطرف ادراک وعقل کو دوڑاتا ہے تو اسکے دل سے اُسکے دماغ سے اُسکی طبیعت سے اس امر کی نسبت ایسی بات اُٹہتی ہے جو سچی اور نیچر کے مطابق ہوتی ہے اور کبہی وہی دل سے اُٹہنے والی بات ایک کلام موزون ومرتب ہوکر اسکو سنائی دیتی ہے اور کبہی وہی دل کی بات بصورت انسان وغیرہ مشکل ہوکر دکہائی دیتی ہے اور اُسکے مُنہہ سے وہ آواز نکلتی معلوم ہوتی ہے - اور حقیقت مین نہ کوئی کلام ہے نہ کوئی متکلم ہے جو ہے اُسیکا خیال ہے اسیکا دل ہے اُسیکی طبیعت ہے - اسبات کی دل سے اُٹہنے کو القا والہام کہتے ہین اس نظر سے کہ وہ دل سے اُٹہکر پہر اُلٹ کر اسی پر گرتی ہے اور اس کلام کو جو اسکے خیال نے بنائی ہے کلام الہی کہتے ہین اور اس صورت کو جو اسکے خیال نے دکہائی ہے فرشتہ کہتے ہین - اس کلام کی طبیعت سے بنا لینے کی قوت کو ملکہ نبوت کہتے ہین اور اس قوت کی حد کمال کو پہنچ جانیکا بعثت نام رکہتے ہین -

یہہ ملکہ نبوت نبی مین ایسا ہے جیسے اس شاعر مین شعر کہنے کا اور اس رنڈی مین ناچنے اور گانے بجانے کا اس زٹلی مین زٹل کا اس قاتل مین قتل کا اس دیوانہ مین خیالی صورتین دیکہنے اور خیالی آوازین سننے کا ملکہ موجود ہوتا ہے - پس جیسا اس قاتل خونخوار کی کہوپری کی بناوٹ مین قتل کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اس خونریزی کا حکم دیتا ہے اس خونریزی کی نسبت سوائے تقاضائے

ہوا باتین کرتا ہوا دیکہتے ہین وہ سب انہین کے خیالات ہین جو سب طرف سے بیخبر ہوکر ایک طرف مصروف اور اسمین مستغرق ہین پس وہی وہ چیز ہے جسکو قلب نبوت پر بسبب اس فطرت کے مبدء فیاض نے نقش کیا ہے جو انتقاش قلبی کبہی مثل ایک بولنے والی آواز کے انہی ظاہر کانون سے سنائی دیتا ہے اور کبہی وہی نقش قلبی دوسری بولنے والی کی صورت مین دکہائی دیتا ہے مگر بجز اپنے آپکے نہ وہان کوئی آواز ہے نہ بولنے والا - وہی قوت ناموس اکبر ہے اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر یہہ بعینہ کلام آنریبل صاحب ہے جو بالاختصار نقل ہوا اور جو اسمین محذوف ہوا ہے وہ زاید از مطلب تہا اسکے حذف سے اصل مطلب مین خلل واقع نہین ہوا - جسکو شک ہو وہ اصل کتاب کو دیکہ لے اور نقل کو اصل سے مطابق کر لے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اِس ملکہ اور قوت کی کوئی خاص پیغام یا حکم خدا کا کسی خارجی فرشتہ کے ذریعہ سے اُسکو نہین پہنچتا اور علیٰ ہذا القیاس اِس شاعر مین شعر کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اُسکو شعر کہنے کا حکم دیتا ہے اِسکے سوائے کوئی خاص پیغام خداوندی کے مضمون شاعرانہ کا متضمن بواسطہ خارجی فرشتہ اُسکو نہین پہنچتا۔ اور اِس رنڈی ناآموختہ مین ناچنے اور گانے کا ملکہ ہے جو اسکو ان افعال پر باعث ہوتا ہے اس کے سوا کسی خاص ذریعہ سے خدا کی طرف سے اُسکو گانے ناچنے کا حکم یا طریق القا نہین ہوتا۔ اور زٹلی مین بہی زٹل کا مادہ ہے جو اُسکو زٹل سکہاتا ہے بلا واسطہ اِس مادہ کے اور طریق سے خدا اسکو زٹل کا حکم نہین بہیجتا۔

ایسا ہی بعینہ نبی کا حال ہے کہ اُسکے دل اور دماغ اور کہوپری کی بناوٹ مین اشیاء کے حلال وحرام کرنیکا ملکہ رکہا ہے اور وہی ملکہ اسکو حلال اور حرام بنانیکا حکم دیتا ہے کسی چیز کے حلال وحرام کرنیکے وقت کوئی خاص پیغام دیا حکم خداوندی کسی خارجی فرشتے کے ذریعہ سے اُس کو نہین پہنچتا۔ اور جیسا شعر کا ماخذ و مخزن بجز لوح طبیعت شاعر اور نہین ہوتا اور بوقت نظم شعر شاعر اپنی ہی طبیعت کیطرف توجہ کرتا ہے اور مضامین سوچتا ہے تو اُسکے دل ہی سے اسکے دل پر مضامین کا القا ہوتا ہے اور من حیث لا یشعر خدا کی طرف سے بنا بنایا شعر کسی فرشتہ کے ذریعہ سے اُسکو نہین پہنچ جاتا اور راگ کا مخرج بجز طبیعت گانے والی کے اور نہین ہوتا اور گانے کے وقت اُسکی طبیعت ہی سے طرح طرح کی آوازین نکلتی ہین وہ آوازین اور راگ بنے بنائے خدا کیطرف سے کسی اور ذریعہ سے نہین پہنچتی وقس علیٰ ہذا **ایسا ہی** مذہبی احکام حلال وحرام کا مخرج و مخزن بجز لوح طبیعت نبی کے اور نہین ہوتا اور جب نبی کسی چیز کے حلال یا حرام یا واجب یا صحیح غیر صحیح ہونیکی نسبت کچہہ سوچتا ہے تو اسکا دل ہی ان اشیاء کا حلال یا حرام یا واجب ومباح ہونا بتا دیتا ہے اور یہہ عبارتین بنا دیتا ہے۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر[+] یسئلونک عن الیتمیٰ قل اصلاح لھم خیر[1] یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی

[+] لوگ تجہے شراب اور جوئے کا حال پوچہتے ہین تو کہدے انمین بڑا گناہ ہے۔

[1] تجہے یتیمون کے مال کی نسبت سوال کرتے ہین تو کہدے انکی خیر خواہی بہتر ہے [2] تجہ سے حیض کا حکم پوچہتے ہین تو کہدے وہ ناپاکی ہے۔

وعلی ہذا القیاس - اور جیسے شاعر کی شعر اور زٹلی کی زٹل کے نسبت کہا جاتا ہے ان† ھذا الا قول الشاعر او الساخر ایسا ہی نبی کے اس کلام کو جسکو وہ خدا کیطرف سے بتاتا ہے کہا جاسکتا ہے ان‡ ھذا الا قول البشر اگرچہ خدا نے اُس کہنے والے کے حق مین یہہ کہہ کہا ہے سنصلیہ سقر وما ادریک ما سقر -

اس کلام کی نسبت نبی کا یہہ کہنا کہ یہہ خدا کا کلام ہے جو جبرائیل امین خدا کی طرف سے لایا ہے بعینہ بلا تفاوت سر موئے ایسا ہی جیسے وہ شاعر کہے کہ یہہ شعر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اور آنرابیل یا اسرافیل فرشتے نے (جو اس شاعر کے ملکہ سے عبارت ہی جیسے جبرئیل نبی کے ملکہ نبوت سے عبارت ہی) خدا کی طرف سے پہنچایا ہے اور وہ رنڈی کہے کہ یہہ راگ یا عمدہ آواز جو میرے منہہ سے نکلتی ہے خدا کی طرف سے میکائیل یا غوغائیل فرشتہ نے (جو اس رنڈی کے ملکہ موسیقی کا نام ہے) خدا کی طرف پہنچائی ہے وقس علے ہذا -

نبی کا اس خیالی کلام کو کلام خدا کہنا صرف اسی وجہہ سے ہے کہ جس دل و دماغ سے وہ کلام پیدا ہوا ہے اُسکو خدا نے بنایا ہے اور اس کی بناوٹ کو ایسا کر دیا ہے جس سے خود بخود یہہ سرزد ہوتا ہے - یہی وجہہ شاعر اپنی طبعی شعر اور رنڈی اپنے طبعزاد راگ کی نسبت بیان کر سکتی ہے کہ خدا نے ہمارے دل و دماغ و طبیعت کو ایسا بنایا ہے جس سے خود بخود راگ و شعر سرزد ہوتا ہے -

اور اس کلام کے نسبت نبی کا یہہ کہنا کہ یہہ کلام مینے جبرئیل امین سے سُنا - اور اسکی صورت کو آنکہہ سے دیکہا اور وہ مجہہ سے بغلگیر ہوا -

---

† یہہ تو شاعر یا مجنون کا قول ہے -

‡ یہہ بجز بشر کسیکا کلام نہین ہے -

+ شتاب ہم اسکو دوزخ مین ڈالین گے تو جانتا ہے وہ کیا ہے -

بعینہٖ بلا تفاوت سر مو کوئی ایسا ہے جیسے کوئی پاگل و مجنون بغیر موجود ہونے کسی بولنے والے اور دکھائی دینے والے کے یہ کہدے کہ میں نے اپنے محبوب یا عدو کو اپنے سامنے کھڑا ہوا بولتا ہی دیکھا اور اس نے مجھے محبت یا عداوت سے بغل میں دبایا ہے۔

+ یہ طعن و تمسخر کشف حقایق اسلام آزاد پیل سید احمد خان علیہ ما یستحقہ کا جناب نبی اسلام محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشد و واجب الاتقاد پر چوٹ ہے جو آن حضرت سے صحیح سندوں سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غار حرا میں میرے پاس فرشتہ پہنچا اور اسنے مجھے (لکھی ہوئی چیز دکھا کر) کہا کہ تو اسکو پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نے مجھے بغل میں دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ اسکو پڑھ اسیطرح تین بار کیا آخر کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم اور آن حضرت نے فرمایا کہ پھر میں ایک دفعہ چلا جاتا تھا کہ ناگاہ میں نے آسمان کیطرف سے آواز سنی جب آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا نظر آیا آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا پھر میں اس سے ڈرا اور کانپنے لگا پھر گھر میں آیا تو گھر والوں سے کہا زملونی زملونی مجھے کپڑا اوڑھا دو۔

عن عائشة ام المؤمنين انها قالت اول ما بدئ به رسول الله صلعم من الوحی الرويا الصالحة فی النوم فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلا وكان يخلو بغار حرا فيتحنث فيه وهو التعبد الليالی ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله ويتزود لذلك ثم يرجع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى جاءه الحق وهو فی غار حرا فجاءه الملك فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتى بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانية حتى بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم۔

وعن جابر بن عبد الله الانصاری قال وهو يحدث عن فترة الوحی فقال فی حديثه بينا

یعنی نبی اور مجنون دونون کا یہہ کہنا صرف اپنے خیال کو بتاتا ہے نفس الامر اور خارج مین نہ نبی کے پاس کوئی خارج سے آیا اور نہ اُس نے کوئی کلام سنا ہے نہ مجنون کے پاس کوئی آیا اور

بقیہ انا امشی اذا سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منہ فرجعت فقلت زملونی زملونی۔

وعن عائشۃ ام المؤمنین رضؓ ان الحارث بن ہشام سال رسول اللہ صلعم کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلعم احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علی فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔

وعن ابن عباس رضؓ فی قولہ تعالی لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ قال کان رسول اللہ صلعم یعالج من التنزیل شدۃ وکان مما یحرک شفتیہ فقال ابن عباس رضؓ فانا احرکھما کما کان رسول اللہ صلعم یحرکھما فحرک شفتیہ فانزل اللہ تعالی لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ قال جمعہ فی صدرک وتقرءہ فاذا قرانہ فاتبع قرآنہ

اور آنحضرت صلعم نے بجواب اس سوال حارث بن ہشام کی آپ کے پاس وحی کسطرح آتی ہے فرمایا ہے کبھی تو مجھے ایسی آواز کیطرح وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی آواز ہوتی ہے اور یہہ سب اقسام وحی کی سی مجھ پر بہت شاق ہوتی ہے مگر جب وہ ہو چکتی ہے تو جو کچھہ اس نے کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو جاتا ہے اور کبھی فرشتہ بصورت انسان میرے سامنے متشکل ہوتا ہے اور بالمشافہ مجھسے کلام کرتا ہے پس وہ جو کہتا ہے مین یاد کر لیتا ہون حضرت عایشہ نے نقل کیا ہے کہ مینے آنحضرت کو بحالت نزول وحی سخت سرد دن مین دیکھا تو آپ کی پیشانی کو شدت اور بوجہ وحی سے پسینے جاری پایا۔

حضرت ابن عباس نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل سے قرآن سنتے اور یکھنے کے وقت بڑی مشقت اُٹھاتے جب حضرت جبرئیل پڑتے تو آپ ساتھہ پڑھنے لگ جاتے اور ہونٹ ہلاتے اسپر یہہ حکم نازل ہوا کہ تو بوقت نزول قرآن زبان کو نہ ہلا۔ اِسلئے کہ اس قرآن کا تیرے سینہ مین جمع کر دینا اور اسکو تیرا پڑھہ لینا ہمارے ذمہ ہے

نہ اس نے کچھ سنایا ہے - اور نبی کا یہہ کہنا کہ مجھے خدا نے مبعوث کیا ہے اور خلقت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے بعینہ بلا تفاوت سر موئے ایسا ہے جیسے وہ شاعر کہے کہ مجھے خدا نے

فاستمع له وانصت ثم ان علینا بیانه ثم ان علینا ان تقرأه فکان رسول الله صلعم بعد ذلک اذا اتاه جبرئیل استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأ النبی صلعم کما قرءه - اخرج هذه الاحادیث کلها الشیخان مسلم والبخاری واللفظ له -

وعن مسروق قال کنت متکئا عند عائشة فقالت یا ابا عائشة ثلث من تکلم بواحدة منهن فقد اعظم الفریة قلت ما هن قالت من زعم ان محمدا رای ربه فقد اعظم علی الله الفریة وقال کنت متکئا فجلست فقلت یا ام المؤمنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل الله تعالی ولقد راه بالافق المبین ولقد راه نزلة اخری فقالت انا اول من سال ذلک عن رسول الله فقال انما هو جبرئیل ولم اره علی صورته التی خلق علیها غیر هاتین مرتین رایته منهبطا من السماء الی الارض سادا عظم خلقه ما بین السماء والارض اخرجه مسلم

وعن ابن مسعود انه قال فی تفسیر قوله تعالی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبده ما اوحی انه رای جبرئیل له ست مائة جناح - اخرجه الشیخان -

پس جب ہم یعنی ہمارا بھیجا ہوا جبرئیل اسکو پڑھے تو چپکا ہو کر اسکو سنتا رہ پھر اسکا تیری زبان سے بیان ہو جانا ہمارے ذمہ ہے اس حکم کے نازل ہونیکے بعد جب حضرت جبرئیل قرآن لیکر آتے تو آن حضرت چپکے ہو کر سنتے رہتے اور جب جبرئیل چلے جاتے تو آنحضرت اسکو پڑھ سناتے -

اور آنحضرت سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ کیا آپ نے خدا تعالی کو دیکھا ہے چنانچہ اس آیت مین ذکر ہے ولقد راہ نزلۃ اخری تو آپنے فرمایا کہ اسمین جس کے دیکھنے کا ذکر ہے وہ جبرئیل ہے مینے اسکو اصلی صورت پر جسپر خدا نے اسکو پیدا کیا ہے دو ہی دفعہ دیکھا ہے ایک دفعہ معراج مین اور ایک دفعہ اور جسکا اس آیۃ مین ذکر ہے - اور حضرت ابن مسعود نے نقل کیا ہے کہ اس موقع معراج پر آن حضرت نے حضرت جبرئیل کو اصلی صورت پر دیکھا ہے تو آپکے چھ سو بازو تھے

اس رویت جبرئیل کا قرآن مجید مین بھی دو جگہ سورۃ نجم اور سورۃ انفطار مین ذکر ہے چنانچہ احادیث مذکورہ بالا مین بعبارت عربی اسکا ذکر ہو چکا ہے جسکی تفصیل عنقریب بصفحہ ... آتی ہے -

استمقام صرف اسی قدر بیان مقصود ہے کہ جن باتون پر آنریبل صاحب نے طعن کیا ہے ان باتون کو خود جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی زبان سے فرمایا ہے آنریبل صاحب نے آنحضرت کی باتون کو مجنونون کی پر عمل کیا ہے نعوذ باللہ

شعر سنانے کے لئے اور گانے والے کہی مجھے خدا نے راگ سکہانیکے لئے بہیجا ہے نبی کا دعوی بعثت صرف اس معنے کرہی کہ خدا نے اسکی قوت و ملکہ نبوت کو اب کامل کر دیا ہے اور ان معنے کر شاعر اور گانے والی کو بہی بعثت کا دعوی پہنچتا ہے۔†

الحاصل آپ کے نزدیک حقیقت نبوت و شاعری و موسیقی و زٹل بازی و حدادی مین سر مو فرق نہین ہے جیسے یہہ کمالات طبعی ہوتے ہین ایسی ہی نبوت بہی ایک طبعی امر ہے اس مین اور اُنمین فرق ہے تو صرف متعلقات کی نظر سے ہے اِن چیزون کو شعر و راگ سے تعلق ہے نبوت کو اخلاق یا یون کہو کہ مذہبی خیالات سے تعلق ہے اور یہہ تعلق و اضافت حقیقت جانبین سے خارج ہے۔ **وبناء علیہ** آپ کی تحقیقات کی رو سے نبی پر ایمان لانا اور اسکا اتباع

† مضمون وحی و الہام آنرایبل صاحب کا جس سے بیان حقیقت نبوت لیا گیا ہے میرے ایک معزز دوست منشی صاحب نے پڑہا تو ہنس کر کہا کہ اگر حقیقت نبوت و وحی یہی ہے جو آنرایبل صاحب نے بیان کی ہے (جس سے شاعر اور زٹلی اور گانے والی رنڈی وغیرہ کا نبی اور صاحب وحی ہونا ثابت ہوتا ہے پہر اونہون نے دعوے نبوت و وحی نہین کیا) تو اس تقدیر پر نبیون کی نسبت وہ شاعر و زٹلی ہی اچہی رہی۔ جنہون نے اپنے خیالات و کمالات کو ظاہری اسباب اپنی طبایع اور ملکات کی طرف نسبت کیا بناوٹ و تکلف سے یہہ نہ کہا کہ ہمکو ان خیالات و کمالات کا خدا نے القا کیا ہے یا بواسطہ جبرئیل و میکائیل ہمپر نازل کیا۔ اور اُنکی نسبت بزعم جناب نبی (معاذ اللہ) بڑے جہوٹے و فریبی ٹہرے۔ جنہون نے ظاہری اسباب کو چہوڑ کر اپنے خیالات کے لئے غیبی اسباب بتائے اور از راہ افترا انکے نام بہی جبرئیل و میکائیل و کتاب آسمانی و نزول وحی ربانی گہڑ لئے۔ لوگون کو دہوکا دیا اور خدا پر افترا کیا اور سیدہی سادی بات کو اُلٹا کر کے بتا دیا۔ پس اگر آنرایبل صاحب اس بیان مین سچے ہین تو نبی (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) جہوٹے ہین اور اگر نبی سچے ہین تو آنرایبل صاحب جہوٹے ہین۔ **راقم** کہتا ہے ہم مسلمان وغیرہ اہل ادیان تو یہی کہتے اور اعتقاد رکہتے ہین کہ نبی سچے ہین اور آنرایبل صاحب (جو نبیون کو فریبی و دہوکا باز ٹہراتے ہین) سراسر جہوٹے ہین خدا انکو ہدایت کرے یا اس تکذیب و توہین انبیا کا دونون جہان مین بدلہ دے۔

کرنا اور اُسکو خدا کی طرف سے سمجھنا۔ اور اسکی ہدایت کے موافق نیک و بد پر کاربند ہونا ایسا ہے جیسے اس شاعر پر شعر مین اور اس زٹلی پر زٹل مین ایمان لانا۔ شعر و زٹل مین ان کا اتباع کرنا اور شعر پڑھنے اور زٹل سیکھنے پر کاربند ہونا۔ جیسے انکا اتباع و ایمان صرف مقتضائے† نیچر ہے کسی عذاب یا ثواب اخروی کے خوف و طمع سے نہین ہے ایسا ہی اس نبی کا اتباع و ایمان صرف نیچر کا مقتضائے ہے عذاب و ثواب اخروی کے طمع و خوف سے نہین ہے۔

یہی وجہہ ہے کہ نبی کا منکر و احکام و تعلیمات نبویہ کا مکذب و مخالف آپکے نزدیک کافر نہین ہے چنانچہ پرچہ ذیقعدہ مین جسکا ذکر ص۱۹۶ وغیرہ مین ہو چکا ہے آپ کے تصریح موجود ہے

یہہ جو کچھہ ہمنے حقیقت نبوت و وحی کے بیان مین آپ کی طرف نقل کیا ہے یہہ آپ کی کلام کا منطوق یا مفہوم ہے اور اصل کلام جناب جس سے یہہ بیان لیا گیا ہے بضمن حاشیہ نقل کر دیا ہے۔ ناظرین اصل کلام جناب کو دیکھین اور جو کچھہ ہمنے اسکا حاصل بیان کیا ہے اسکو اصل کے مطابق کر لین۔

اور حقیقت کتب آسمانی آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ انکو زٹلی کے زٹل اور شاعر کے شعر کی جنس سے ترقی نہین دی۔ انکا کلام خدا ہونا اور بواسطہ ملایک نازل ہونا اور اُن پر ایمان لانا جس معنے کر آپ کے نزدیک محقق ہے۔ اسکی تشریح و تفصیل بیان حقیقت وحی و نبوت مین گزر چکی ہے ؛

حقیقت ملایکہ آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ ملائکہ کو اشیاء ذات خود قایم و موجود کی فہرست سے خارج کر دیا ہے اور منجملہ صفات جو بوجود محل و موصوف موجود خیال

† دیکھو تہذیب ماہ رجب ۹۰ھ مین جسمین آپ نے بضمن بیان اصول قدیم و جدید کے فرمایا ہے۔
قدیم اصول یہہ ہے کہ نیکی یا عبادت حور و قصور و بہشت کے ملنے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے یا خدا کی رضامندی کے لیے اور اسکی خفگی سے بچنے کے لئے کرنی چاہیے۔
جدید اصول یہہ ہے کہ ہمارے نیچر کا مقتضائے یہی ہے کہ ہمکو نیک ہونا چاہیے۔

کیجاتی ہین، اور اپنے آپ مین وجود نہین رکہتی شمار کیا ہے - جبرئیل امین کے نسبت جو کچہ آپنے کہا ہے وہ ابہی مذکور ہو چکا ہے ایسا ہی عموماً ملائکہ کے نسبت† آپ نے کہا ہے کہ ملایکہ سے مراد صرف قوائے موجودات ہین - ملک الجبال سے پہاڑون کی قوت صلابت مراد ہے

† تفسیر معدن کفر تزویر کے صفحہ ۴۲ مین آپنے فرمایا ہے فرشتون کے وجود کی نسبت لوگون کے عجیب عجیب خیالات ہین - انسان کی یہہ ایک طبعی بات ہے کہ جب کسی ایسی مخلوق کا ذکر ہو جسکو وہ نہین جانتا تو خواہ نخواہ اسکے دل مین اس مخلوق کی ایک جسمانی جسم متحیز کا جس کے رہنے کا کوئی جگہ بہی ہو خیال جاتا ہے پہر ان کے اوصاف پر خیال کرتے کرتے اُن کی صورت جو اُن اوصاف کے مقتضی ہوتی ہے اس کے خیال مین قرار پاتی ہے اور پہر وہ اسبات کو بہول جاتا ہے کہ مین اس مخلوق کو نہین جانتا نہ مینے اسکو کبہی دیکہا ہے اور یون جاننے لگتا ہے کہ وہ مخلوق وہی ہے جو میرے خیال مین ہے اور جب وہ خیال لوگون مین نسل در نسل چلا آتا ہے تو ایسا محکم ہو جاتا ہے کہ گویا اسمین شک و شبہ نہین ہے - یہی حال فرشتون کے نسبت ہوا ہے انکو لازمی سمجہکر گورا گورا سفید برف کا سا رنگ نوری شمع کی مانند باہین بلور کیسی پنڈلیان ہیرے کیسی پاؤن ایک خوبصورت انسان کی شکل مگر نہ مرد نہ عورت تصور کیا ہے - آسمان ان کے رہنے کی جگہہ قرار دی ہے آسمان سے زمین پر آتے اور زمین پر سے آسمان پر جانے کے لئے پر لگائے ہین کسی کو شان دار اور کسی کو غصہ ور کسیکو کم شان کسی کو صور پہونکتا کسیکو آتشین کوڑون سے مینہہ برساتا خیال کیا ہے -

مجوس اور بعض بت پرستون کا یہہ خیال ہے کہ عالم کی ترکیب نور اور ظلمت سے اور نور و ظلمت دونون موجود حقیقتین ہین نور کے بہی بال بچے ہوتے ہین اور ظلمت کے بہی - مگر نہ اس طرح جیسے کہ انسان و حیوان جنتی ہین بلکہ اس طرح جیسے کہ حکم سے حکمت نور کی اولاد تو فرشتے ہین اور ظلمت کی اولاد شیطان ہین -

یہودی فرشتون کو آدمی کی صورت پر مجسم مانتے تہے اور اُن کو اجسام حقیقی سمجہتے تہے البتہ اُن کے جسم کے مادہ کو مثل انسان کے جسم کے مادہ کے نہین مانتے - بلکہ یہہ

ملک البحار سے پانی کی قوت رقت وعلی ہذا القیاس ملک الرعد وملک السحاب وملک الاشجار سے ان اشیاء کی قوتین مراد ہے ان سے کوئی ایسی چیز مراد نہین ہین جو بذات خود قایم ومتحیز ہو اور انسان وحیوان واشجار وانہار سے خارج ان کا وجود متحقق ہو۔

بقیہ کہتے ہے کہ ان کا جسم مادہ غلیظ سے مرکب نہین وہ اپنے تئین انسانون کو دکہائی بہی دیتے ہین اُن سے بات چیت بہی کرتے ہین۔

عرب کے بُت پرست فرشتون کو ایک مجسم اور متحیز چیز بہی سمجہتے اور جانتے ہے کہ وہ کہاتے پیتے نہین اور نہ کچہ بشری ضرورت اُن کو ہے وہ آسمانون پر رہتے ہین اور زمین پر آتے جاتے ہین۔

عام مسلمانون کا بہی یہی عقیدہ ہے جو عرب کے بُت پرستون کا تہا وہ فرشتون کو ہوا کی مانند لطیف اجسام سمجہتے ہین اور مختلف شکلون مین بن جانے کی ان مین قدرت جانتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ وہ آسمانون پر رہتے ہین اور پردار ہین کہ اُڑکر زمین پر اُترتے ہین اور زمین پر سے اُڑکر آسمان پر چلے جاتے ہین۔

مین (نیچری خان صاحب فرماتے ہین) کہتا ہون کہ جس طرح انسان سے فروتر مخلوق کا سلسلہ ہم دیکہتے ہین اسی طرح انسان سے برتر مخلوق ہونے سے انکار کی کوئی دلیل نہین ہے شاید کہ ہو۔ مگر ایسی خلقت کی درحقیقت موجود ہونے کی بہی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہین ہے۔ قرآن مجید سے فرشتون کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکہا ہے ثابت نہین ہوتا بلکہ برخلاف اُسکے پایا جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون۔ ولجعلناہ منک الجعلنا رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون * * * * اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے کوئی جسم رکہتے ہین نہ دکہائی دے سکتے ہین ان کا ظہور

* یہ سراسر تحریف وافترا ہے آیۃ کے صحیح معنے یہ ہین کہ اگر ہم رسول فرشتے کو

مسلمان جو ملایکہ کے نسبت یہہ خیالات رکھتے ہین کہ وہ بذات خود قایم و موجود ہین اور نورانی جسم رکھتے ہین - نور سے مخلوق ہین - ان کی صورتین اور شکلین ہین جنہین پر دبا زور ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ بشمول مخلوق موجود کے نہین ہو سکتا - لجعلہ رجلاً کے قید احترازی نہین ہے - انسان مین بحث تھی اسلئے رجلاً فرمایا اور نہ اس سے مراد عام موجود مخلوق ہے -

ان باریک باتون پر غور کرنیسے اور اس بات کے سمجھنے سے کہ خدا تعالی جو اپنے جاہ و جلال اور اپنی قوت اور اپنے افعال کو فرشتون سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتون کا قرآن مجید مین ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قوائے کو جو خدا نے اپنے تمام مخلوق مین مختلف قسم کے پیدا کئے ہین ملک یا ملایک کہا ہے - جن مین سے ایک شیطان یا

ابلیس ہے تو ضرور اسکو انسان کی شکل بتاتی اسلئے کہ انسانون کا فرشتہ کی اصلی صورت سے مانوس مخاطب ہونا اور تعلیم و تعلیم کا فایدہ اُٹھانا بنظر طبیعت انسانی عادتاً دشوار ہے - دیکھو آنحضرت صلعم نے فرشتہ کو اصلی صورت پر افق المبین مین دیکھا تو آپ کو لرزہ شروع ہو گیا اور اپنے گھر مین پہنچ کر کپڑا اوڑھا دیا چنانچہ بصفحہ ۴۶۷ اسکا ذکر گذر چکا ہے پھر کافر اس فرشتہ کو بصورت انسان دیکھکر اسی شبہ مین پڑتے جسمین اب ہین کہ انسان کیون رسول ہوا فرشتہ کیون نہ ہوا اسلئے ہمنے فرشتون کو رسول بنا کر نہین بھیجا یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ فرشتہ بھی خدا کی مخلوق ہے جسکو خدا نے اس سبب سے جو بیان ہوئی رسول بنا کر نہین بھیجا - یہہ سبب نہ ہوتا تو ضرور فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیجا جاتا - دیکھو مخاطبے اسمین کیا تحریف و تصرف کیا ہے - بجائے اس مضمون کے انسانون کا فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکھنا عادتاً مشکل ہے یہہ مضمون گھڑ لیا کہ انکا نظر آنا محال و ناممکن ہے اور بجائے اس قول خداوندی کے اگر ہم فرشتے کو بھیجتے تو ضرور بصورت انسان بھیجتے یہہ افترا کیا ہے کہ اگر فرشتہ ہوتا تو ضرور موجود ہوتا اس تحریف مین اپنے پیٹ پر لاتون کے بھی کتنے ٹے ہین - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - حاشیہ آخر

± اس عبارت مین غلط ہے جو مولف بے خبر کی طرف سے ہے آپ یہان لغط معلوم ہوتا ہے یا شاید سہو کی کہنا ہو گئے ہین -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

آسمان پر رہتے ہین اور دنیا مین بھی آتے جاتے ہین اور بصورت انسان متشکل ہوکر انسانون کو دکھائی دیتے ہین اور انسانون سے ہمکلام ہوتے ہین اور خدا کے پیغام و کلام نبیون

بقیہ ابلیس بھی ہے۔ پہاڑون کے صلابت پانی کی رقت درختون کی قوت نمو برق کی قوت جذب و دفع۔ غرضیکہ تمام قوائے جنسی مخلوقات موجود ہوئے ہین اور جو مخلوقات مین ہین وہی ملک و ملائکہ ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے۔ انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اور ان دونون قوتون کے بے انتہا ذریات ہین جو ہر ایک قسم کی نیکی و بدی مین ظاہر ہوتے ہین۔ اور وہی انسان کے فرشتے اور انکے ذریات اور وہی انسان کے شیطان اور اُسکے ذریات ہین" اور بصفحہ ۱۴۸ فرمایا ہے۔ یہودیون اور عیسائیون کی کُتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جن کے حالت وجود جداگانہ ہے اور ایک آسمانی جماعت قرار دی گئی ہے جسکا سردار خود خدا ہے۔ کتاب دانیال باب ۷ درس ۱۰ و انجیل متے باب ۲۶ درس ۵۳ و انجیل لوقا باب ۲ درس ۱۳ و نامہ عبرانیان باب ۱۲ درس ۲۲ و ۲۳ سے کروڑہا بلکہ کروڑہا در کروڑہا فرشتون کا ہونا معلوم ہوتا ہے اتنے بڑے جم غفیر کے اندر مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تاکہ انسان سے لیکر خدا تک ایک ایسا سلسلہ وجود کا قایم ہوجاوے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کے تفاوت کو مربوط کردے۔ یہودیون کی مقدس کتابون مین فرشتون کا ایسی جماعتون مین منقسم ہونا مذکور ہے۔ جنکی عزت اور قوت اور صفت غیر مساوی ہے اور اُن پر سردار اور حکام بھی ہین۔

اسمین کچھ شک و شبہ نہین ہے کہ یہودیون کی قدیم کُتب مقدسہ مین یعنی اِن کتابون مین جو قید بابل سے پیشتر لکھی گئی ہین یہہ خیال صاف صاف بیان نہین ہوا بلکہ جو کتابین علماء وطنی کے زمانے مین اور اُسکے بعد کو لکھی گئی ہین ان کتابون مین اِس خیال نے صورت پکڑی ہے اور خصوصًا حضرت دانیال اور حضرت زکریا کی تحریرات مین اس خیال کا پتہ ملتا ہے۔ کتاب زکریا باب اول درس ۱۱ گیارہ مین ایک فرشتہ سب سے اعلیٰ درجہ کا ہے جو خدا کے روبرو کھڑا رہتا ہے اور

کے پاس پہنچاتے ہین اور دنیا مین خدا کے احکام و تصرفات کے ظہور کے وسایل ہین کسیکو جیسے (میکائیل) مینہہ برسانے کی خدمت سپرد ہے کسیکو (جیسے عزرائیل) قبض ارواح

بعید اور فرشتون سے بطور اپنے کارندون کے کام لیتا ہے حضرت دانیال نے حضرت میکائیل فرشتہ کو بہت بڑے بڑے لقب عطا فرمائے ہین نامہ یہودہ ورس ۹ - اور اول نامہ تسلیکی کے باب ۴ ورس ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رائے کہ فرشتے مختلف درجہ رکھتے ہین صرف یہودیون ہی کے ساتھہ مخصوص نہ تھی بلکہ حضرت عیسے کے حواریون کا بھی یہی خیال تھا ہان اس قدر ٹھیک ہے کہ متاخرین یہودیون نے جو رتبے کی تقسیم فرشتون مین قایم کی ہے وہ حواریون کے وقت مین نہ تھی - یہودیون کے کتب مقدسہ مین فرشتے ہمیشہ مجسم ہوکر انسانی صورت مین دکھایی دیتے ہے اور کسی جگہہ اس بات کا اشارہ نہین ملتا کہ یہہ اجسام حقیقی نہ تھے متقدمین یہودی بیشک یہہ جانتے تھے کہ ان اجسام کا مادہ ہمارے اجسام کے مادہ کی مانند نہین ہے کیونکہ فرشتون مین یہہ قدرت ہے کہ جب چاہین اپنے تئین لوگون کو دکھلادین اور جب چاہین نگاہون سے غایب ہوجادین - عیسائی بھی اس سے انکار نہین کرسکتے

عیسائی اور یہودی دونون فرشتون مین ان صفات کو تسلیم کرتے ہین - انسان سے انمین عقل کا زیادہ ہونا انکا قوت اور قدرت مین زیادہ ہونا - انکا پاک اور برگزیدہ ہونا - اور یہ بات کہ فرشتے خدا تعالی کے منشا اور مرضی کے اظہار کے ذریعہ ہین کتب مقدسہ یہودیون اور عیسائیون سے بخوبی معلوم ہوتی ہے اور اسی سبب سے بعض کاموں کو ان کتابون مین بالکل فرشتون ہی کے طرف منسوب کیا ہے -

انسانون کے مقسوم کے متعلق امورات مین بھی ان کی وساطت ہوتی ہے - یہودی اور عیسائی یہہ بھی خیال کرتے ہین کہ گو فرشتون کے وساطت ہماری نظرون سے پوشیدہ ہو تب بھی ان کی وساطت تسلیم ہوسکتی ہے - کیونکہ عبرانیون کے خط کے باب اول ورس ۱۴ و زبور ۱۰۳ و باب ۱۰۴ ورس ۷ و باب ۱۹ ورس ۱۱ و انجیل متی باب ۱۸ ورس ۱۰ مین لکھا ہے کہ -

کی خدمت سپرد ہے کوئی (جیسے اسرافیل) افنا، عالم کے لئے صور مُنہ مین لئے کھڑا ہے اور منتظر ہے کہ کب اسمین پھونک مارنے کا اذن ہوتا ہے۔ کوئی (جیسے جبرئیل) انبیا کیطرف

بقیہ خدا تعالی فرشتون کو نجات کے وارثون کی خدمت کے لئے بھیجتا ہے۔

قدیم عیسائی سمجھتے تھے کہ ہر فرد بشر کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اُسکی حفاظت پر متعین ہے۔ مشرکین کا بھی اسیکے قریب قریب عقیدہ تھا۔ یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمن۔ اور رومی جینیس کہتے تھے۔ اور یہودی اور قدیم عیسائی یہ بھی سمجھتے تھے ہر انسان پر دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا اور ایک بدی کا۔ عام یہودی بھی فرشتون کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین۔

قدیم عربون کا لفظ ملک اور ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیون کا ہی ثابت نہین ہوا ہان یہہ بات تو تسلیم کیجا سکتی ہے کہ لغت کی کتابون مین لفظ ملک کے معنے ایلچی یا رسول یا پیغامبر کے لکھے ہین مگر یہہ تسلیم نہین ہو سکتا کہ قدیم مشرکین عرب اسکا اطلاق اس قسم کے رسولون پر کرتے تھے جنکو یہودی ملک یا ملائک کہتے تھے۔ * * * قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملائکہ کا اس مُراد سے استعمال نہین ہوا ہے جو مراد یہودیون نے قرار دی تھی جسکی تفسیر ہم ہر ایک مقام پر لکھین گے بلکہ برخلاف اسکے ملائکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جنسے انتظام عالم مربوط ہے ظاہر ہوتے ہین ملائکہ کا اطلاق ہوا ہے۔

اِن آیتون مین جنکی تفسیر ہم لکھتے ہین کلام مقصود صرف اس قدر ہے کہ جو شخص اس وحی کا عدو ہو جو خدا نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین ڈالی ہے اور جو کوئی خدا اور اسکے فرشتون اور اسکے رسولون کا دشمن ہو تو بے شک اللہ ان کافرون کا دشمن ہے۔ یہودیون نے اپنے عندیہ مین دو جداگانہ فرشتے ٹھہرا رکھے تھے ایک جبرئیل اور ایک میکائیل پچھلے کو اپنا دوست جانتے تھے اور پہلے کو اپنا دشمن اور جو کہ دین محمدی کو وہ اپنے برخلاف خیال کرتے تھے تو یہہ سمجھتے تھے کہ جبرئیل جو ہمارا دشمن ہے وہ آنحضرت کو یہہ باتین سکھاتا ہے۔

وحی اور منکرون کیطرف عذاب لانے کا کام کرتا رہا ہے بعضے فرشتے (جنکو حفظ کہتے ہین انسان کی حفاظت کے لئے مقرر ہین۔ دو فرشتے ہر ایک انسان کے ساتہہ نیکی و بدی لکہنے کو مقرر ہین و علی ہذا القیاس۔ ان سب خیالات مین وہ مجوسیون اور یہودیون اور عرب کے بت پرستون کے مقلد و متبع ہین ؛

فرشتون کے نور سے مخلوق ہونیکا خیال مسلمانون نے مجوسیون سے اخذ کیا ہے اور انکے مجسم اور متحیز ہونے اور آسمانون مین رہنے اور پر دار ہونے کا خیال عرب کے بت پرستون سے لیا ہے اور ان خیالات پر اور حواشی و صفات مذکورہ یہودیون سے سیکہے ہین آگے ان لوگون

خدا نے پیغمبر سے کہا کہ تو کہدے کہ ہان جبرئیل ہی اللہ کے حکم سے میرے دل مین یہہ باتین ڈالتا ہے مگر جو کوئی کہ ان باتون کا اور فرشتون کا اور جبرئیل و میکائیل کا اور رسولون کا دشمن ہے خدا اسکا دشمن ہے۔

پس درحقیقت یہودی جسکو جبرئیل کہتے تہے اور جسکا نام حکایتاً خدا نے بیان کیا ہے وہ ملکہ نبوت خود ان حضرت مین تہا جو وحی کا باعث تہا۔ اس سے اگلی آیت مین خدا تعالی نے بلا ذکر جبرئیل کے فرمایا ہے کہ بیشک ہمنے بہیجی ہین تیرے پاس کہلی ہوئی نشانیان۔ ان وجوہات سے یہہ بات کہ جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام ہے ثابت نہین ہوتی۔ ہان اس قدر تسلیم ہو سکتا ہے کہ اسی ملکہ نبوت پر جبرئیل کا اطلاق ہوا ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کے پاس ان دو فرشتون کے سوا اور بہی بہت سے فرشتے ہین مگر بجز دو فرشتون کے اور سب بے نام ہین کیونکہ کسی اور کا نام قرآن مین نہین آیا۔ حضرت عزرائیل بہی بڑے مشہور فرشتے ہین جو سبکے پاس آوینگے اور کسیکو نہین چہوڑینگے اگرچہ انکا ذکر بلفظ ملک الموت قرآن مین آیا ہے مگر ان کا نام نہین بیان ہوا ہے ان سب باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ فرشتون کے نام یہودیون کے مقرر کئے ہوئے ہین جو مختلف قوا کے تعبیر کرنیکو انہون نے رکہہ لئے تہے یہہ بعینہ الفاظ جناب ہین جو بحذف بعض فقرات منقول ہوئے جنکو انکی مطابقت بالاصل مین شک ہو وہ اصل کلام ص ۴۶ و ۱۴۶ تفسیر سے ملاحظہ کرے

نے یہہ خیالات اپنی طبیعت سے بنالئے ہین اور اس بناوٹ پر انسان طبیعت دنیچر کے طرف سے مامور و مجبور ہے - نیچری و طبعی قاعدہ ہے کہ جب کوئی ایسے چیز کا ذکر سنتا ہے جسکو وہ نہین جانتا تو ضرور اُسکو کچھہ نہ کچھہ بنالیتا ہے (چنانچہ اِس قاعدہ کے رو سے خدا کو کچھہ کچھہ بنایا گیا جسکا ذکر بضمن حقیقت بیانی جناب متعلق ذات باری تعالی بصفحہ ۲۵۳ گذر چکا ہے - اسی قاعدہ کے موافق اُن لوگون نے ملایکہ کو بذات خود موجود اور اِن صفات سے موصوف بنالیا ہے اور درحقیقت اِن خیالات کے لئے کوئی اصل نہین ہے نہ یہودیون کے قدیم کُتب مقدسہ مین (جو قید بابل سے پیشتر لکھی گئی تہی) کہین انکا صاف صاف بیان ہے نہ قرآن مجید مین اُن کا ذکر ہے نہ عرب مین محاورہ و قدیم زبان مین اُنکا پتہ لگتا ہے اور نہ آن حضرت صلعم کے زمانہ مین اسکا ذکر پایا جاتا ہے -

اور جو قرآن مین جبرئیل و میکائیل کا ذکر ہے یہہ یہودیون کے خیال کے مطابق ذکر ہوا ہے اور اُن کے خیال کی حکایت ہے اور جہان اور ملایکہ کا ذکر ہے وہان موجودات عالم کی قوتین مراد ہین -

یہہ منطوق یا مفہوم کلام جناب ہے اور اصل کلام بلاغت نظام بضمن حاشیہ نقل کیا گیا جس سے ہمارے بیان کا مطابق یا مخالف ہونا ناظرین کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے

اور حقیقت بعث بعد الموت یعنے مرنے کے بعد اُٹہنے اور جزا و سزا اعمال مین بہشت و دوزخ کے نعیم و آلام پانے کی آپ نے ایسی بیان کی ہے جیسے بچون کے خیال مین ہوے یا ڈائین کی حقیقت ہوتی ہے جو کہنے اور سمجہہ لینے کو جو کچھہ کہو سو ہی اور حقیقت و خارج مین کچھہ بہی نہین -

اِس حقیقت بیانی سے سنے دانشمند و مہذب تو یقین کر بیٹہے ہین کہ جو کچھہ نبیون نے اسباب مین کہا ہے وہ بچون کی ترغیب اور احمقون کی تخویف سے بڑہکر نہین ہے - **آپ کے نزدیک نبیون کا یہہ کہنا** کہ مرنے کے بعد اُٹہکر نیک اعمال کے بدلہ بہشت مین جاوینگے اور کیلے اور کھجور اِن کہاوینگے **بعینہہ** ایسا ہے جیسا بچون کو کہا کرتے ہین کہ تم فلانا کام کروگے

تو تم کو سونے کا ہاتھی لیدینگے اور انکا یہہ کہنا کہ بدکار اعمال بد کی سزائے مین دوزخ مین جاوینگے اور وہان لہو پیپ تہور کہاوین گے بعینہ ایسا ہے جیسے بچون کو کہا جاتا ہے کہ اگر تم شوخی کروگے تو تم کو ہوّے یا ڈاین کے آگے ڈال دینگے ؛

یہہ سمجہکر وہ لوگ تو نبیون کو صرف احمقون کے بہلانے اور نادانون کی طفل تسلی سے دام مین لانے والے جان چکے ہین اور بناء علیہ تقلید و تقیید شریعت انبیاء سے بالکل آزاد ہو کر اس شعر پر عمل کرنے لگے ہین ؎ نہ رکہہ روزہ نہ مر بہو کہا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ ؛ وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا۔ تقلید و تقیید شریعت کے پابند ہین تو وہی لوگ ہین جو ہنوز آپ کے حقایق بیانی پر مطلع نہین ہوئے۔

یہہ حقیقت بیانی جناب نعیم والام بہشت و دوزخ کے متعلق اسی جلد کے نمبر پنجم و ششم مین صفحہ ۱۵۱ سے صفحہ ۱۷۴ تک مفصل مذکور ہو چکی ہے اور حشر کی حقیقت اس قدر تو آپ نے بیان کر دی ہے کہ حشر سے حشر اجسام مراد نہین اور بجواب قول امام غزالی کے کہ منکر حشر اجسام کافر و منکر ضروریات دین ہے آپ نے صاف فرما دیا ہے اعتقاد حشر اجسام ضروریات دین سے نہین ہے اور اس حشر کا منکر کافر نہین چنانچہ اعتراض اول و دوم جناب جسکے جواب مین قلم جاری ہے اور وہ نمبر ہفتم و ہشتم مین منقول ہوا اسپر شاہد ہے۔ اب اسمین یہہ تفصیل باقی ہے کہ جو حشر اجسام قرآن مجید مین وارد ہے اسکی تاویل کیا ہے اور اس سے کونسا وجود حسی یا خیالی یا عقلی یا شبہی مراد ہے اس تفصیل کا وعدہ آپنے تفسیر پر تزویر مین کیا ہے دیکہئے اس وعدہ کا ایفاء فرماتے ہین تو کیا بہتر برساتے ہین ؛

یہہ اصول خمسہ ایمان مین آپنے حقیقت بیانی فرمائی ہے۔ اسی پر بقیہ اصول و فروع اسلام مین آپ کی حقیقت بیانی کا قیاس ہو سکتا ہے ؛

اب یہہ دیکہنا چاہئے کہ بانی اسلام کے نزدیک ان اصول خمسہ کی حقیقت کیا ہے آیا وہی حقیقت ہے جو زمانہ رسالت سے لیکر آجتک روئے زمین کے مسلمان اعتقاد رکہتے اور

بیان کرتے ہین یا وہ حقیقت ہے جو آپنے بیان کی ہے -

جہانتک کتاب اللہ اور اقوال و حالات رسول اللہ صلعم کو دیکھا جاتا ہے اُن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو حقایق ان اصول کے مسلمانون کے اعتقاد مین ہین وہی خدا و رسول کے نزدیک انکی حقایق ہین - اور جو آنرایل صاحب کو سوجہین ہین وہ خدا و رسول کے نزدیک حقایق نہین ہین - اس سنئے سمجھہ جناب کی نسبت اخبار **تیرہوین صدی** کے پرچہ دوم جلد ششم مین کیا خوب کہا ہے ؎ الغرض خوب ہی سوجہی اُنہین جو جو سوجہی ؛ جو خدا کو بھی سوجہی تہی سوانکو سوجہی ؛

پس ناظرین اِن اصول کے حقایق کو جو خدا اور رسول و عام مسلمانون کے نزدیک مقرر ہین توجہہ سے ملاحظہ فرماوین -

بیان حقیقت اصل اول

(یعنی ایمان باللہ)

خدا کی ذات و صفات کی نسبت مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا حیّ قیوم و بصیر قایم و دایم جمیع صفات کمالیہ سے متصف موجود ہے اسکی کسی صفت مین کوئی چیز مانند نہین ہے جس نے خدا کو کسی صفت مین مخلوق کی مانند جانا اُسنے خدا کو نہ مانا -

ان کا قول ہے لمجسّم ما عبد اللہ قط یعنی خدا کو جسم سمجھنے والے نے ہرگز خدا کو نہین پوجا اور یہہ بھی انکا قول ہے کُلّ ما خطر ببالک فاللہ مخالف عن ذالک یعنے جو کچھہ تیرے دل مین خدا کی ذات یا صفات کی نسبت خیال گذرے خدا اُس سے منزہ ہے ؎

+ یہہ قول و قول مابعد امام رازی سے منقول ہے اس سے پہلا قول شیخ ابن تیمیہ ہے اس قسم کے اوائل مسایل توحید و صفات مین جو لاہور چھپے ہین اور اُنکے اشتہار دئے گئے ہین بکثرت موجود ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ششم جلد ہذا مین بھی بعض اقوال نقل ہو چکے ہین -

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم ؛ وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

اور یہہ بہی انکا قول ہے الممثل اعشی والمعطل اعمی والممثل یعبد صنماً والمعطل یعبد عدماً یعنے خدا کی ذات و صفات مین کسی چیز کو مشابہ کہنے والا نیم کور ہے اور خدا کو صفات سے بیکار کرنیوالا اندہا ہے اور خدا کو کسی چیز کی مانند کہنے والا بُت پرست ہے اور اسکو صفات سے معطل سمجہنے والا عدم کو پوجتا ہے ؛

اور اس اعتقاد کو خدا تعالی نے ان دو آیتون سے تصدیق کیا ہے (۱) لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم یعنی خدا سُنتا اور جانتا ہے پر اسکے مثل کوئی چیز نہین -

(۲) ولم یکن لہ کفوا احد یعنی اسکا کوئی ہمتا نہین -

اِن دو آیتون نے مسلمانون کے اعتقاد کو سچا کیا اور آپ کی اس حقیقت بیانی کو کہ خدا کو جو کچہہ کوئی سمجہہ بے بیچون و بے مثل یا خوبصورت و دلبن یا ڈراؤنی بدشکل وہی خدا کی حقیقت ہے صاف باطل کردیا -

اور خدا کی صفت قدرت و تصرف مین جو کچہہ مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ خدا چاہے تو پانی سے آگ کا کام لے سکتا ہے اور آگ سے پانی کا اسکو خدا تعالی نے قرآن مجید مین بہت جگہہ تصدیق کیا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی شان مین ایسا کرکے بہی دکہادیا اللہ تعالی فرماتا ہے - کہ خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور فرمایا وہ جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور فرمایا وہ ہر شے پر قادر ہے - اور فرمایا کافرون نے کہا حضرت ابراہیم کو جلادو ہمنے کہا اے آگ تو ٹہنڈی ہوجا - مگر ایسی ٹہنڈی نہ ہو جس سے ابراہیم تکلیف پاوین بلکہ ایسی ٹہنڈی جسمین بچہ رہین - کافرون نے ابراہیم کے ہلاک کرنے کو ایک مکر کیا ہمنے انہی کو نقصان مین رکہا -

ان اللہ یفعل ما یشاء - الحج ۶ ۲ - ان اللہ یحکم ما یرید المایدہ ۱ - ان اللہ علی کل شی قدیر بقرہ ۲ - قالوا حرقوہ وانصروا الہتکم ان کنتم فاعلین قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم وارادوا بہ کیدا فجعلناھم الاخسرین - الانبیاء ۵

اور خدا پر ایمان لانے کی حقیقت مسلمانون کے اعتقاد مین یہہ ہے کہ خدا کو خدا مانے تو پھر ایسے قول و فعل کا مرتکب اور ایسے اعتقاد کا معتقد نہ ہو جو اُسکو خدا کا منکر و مکذب و مشرک قرار دے - اور اس اعتقاد پر جو کتاب اللہ کی شہادت و تصدیق پائی جاتی ہے اسکا بیان نمبر ہائے سابقہ خصوصاً مضمون نمبر ۸ مین بخوبی ہو چکا ہے -

بیان حقیقت اصل دوم

(یعنی ایمان برسول)

حقیقت وحی و رسالت کا پورا بیان تو ہماری مبحث نبوت مین ہو گا - اس مقام پر اسقدر کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین وحی و نبوت صرف امر طبعی نہین ہے جس کے وجود و تحقیق کے لئے صرف نبی کی طبیعت یا خیال یا دل و دماغ کافی ہو بلکہ وہ فیضان و القاء غیبی ہے جو وقتاً فوقتاً و آناً فاناً بحسب مقتضائے ضروریات و اوقات توجہات و عنایات ربانیہ پر موقوف ہے -

اسمین شک نہین کہ نبی کی طبیعت یا دل و دماغ کو بھی اس وحی کی تحقیق وجود مین دخل ہے مگر اتنا ہی دخل جس قدر کسی چیز کے قابل مادہ کو اُسکی تحقق مین دخل ہوتا ہے - بیشک صفا نبی کے دل یا سینہ یا طبیعت کو لایق اور قابل انعکاس تجلیات ربانیہ کیا ہے اور وحی الی عبدہ ما اوحی انعکاس انوار الہی رکھا ہے چنانچہ یہہ ارشاد خداوندی کہ

ما کذب الفؤاد ما راٰی
افتمارونہ علی ما یری ولقد
راٰہ نزلۃ اُخری عند سدرۃ
المنتھی عندھا جنۃ
الماوی الخ نجم ۱۶ -

(یہ جو اس وحی و رسالت کا سزاوار محل و موقع نے رسول کو) پہنچایا اسکے عام قاعدہ ہے کہ قابل انکہہ سے دیکھا - کیا تم (اے مشرکین) انحضرت یہہ تو اسکو دیکھنے پر جھگڑتے اور شک کرتے ہو - اُسنے تو اور دفعہ بھی جبریل کو دیکھا ہے - جب وہ سدرۃ المنتہی کے پاس تھا جہان (شہیدون) اور ارواح صالحین کے رہنے کی بہشت ہے -

دیکھو دیا سلائی یا تیل مین جلنے کا مادہ ہے مگر جبتک اسکو خارج سے حرکت نہ پہونچے اور اُسکو آگ نہ لگے اِن سے خود بخود جل اُٹھنا سرزد نہین ہوتا۔

(۲) مصقل (یعنی صیقل شدہ) آئینہ مین شعاع آفتاب کو دوسری چیز مقابل پر منعکس کر دینے کا ملکہ و مادہ ہے مگر جبتک آفتاب اپنی روشنی سے آئینہ پر فیضان نکرے آئینہ خود بخود روشنی کا فیضان کسی چیز پر نہین کر سکتا ہے۔ اِس قاعدہ کے رو سے نبی کا دل یا سینہ جو قابل ہے خود بخود القاء فیضان نہین کر سکتا یہہ القاء و فیضان اسی مبدء فیاض کا کام ہے۔ جس نے نبی کے دل و دماغ کو قابل انعکاس پیدا کیا۔ چنانچہ خدا تعالی کا نور سینہ اصفیاء کو روغن زیتون سے تشبیہ دینا اور اُسکی نسبت یہہ کہنا کہ خود بخود جلنے کے قریب ہے

یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار۔ نور ع ۵

یعنے جل نہین اُٹھا اِس امر کی طرف مشعر ہے۔ پس جو فیض و القا کو اِس دل کا فعل سمجھتا ہے وہ معنے و لوازم فاعل و قابل مین تمیز نہین کرتا اور اُن علوم قدیمہ سے جنمین علل اربعہ مادی۔ صوری۔ فاعلی۔ غائی سے بحث ہوتی ہے واقفیت نہین رکھتا۔

پہر یہہ فیض و القاء اس مبدء فیاض کا نبی کے دل پر دو قسم پر ہے (۱) بالواسطہ اور (۲) بلا واسطہ قسم اول وہ ہے جو جبرئیل امین اپنی اصلی صورت مین جسپر خدا نے انکو مخلوق و مشخص کیا ہے چنانچہ اسکا بیان عنقریب آتا ہے یا لمعات انسان (دحیہ کلبی) پہنچاتے اور ایک کلام موزون و مراتب (جسکو وحی متلو کہتے ہین) خدا کیطرف سے لاتے اور آنحضرت کو پڑہ سناتے اور کبھی بدون تمثل صورت انسان ایک آواز [illegible] جس سے آنحضرت بہت تکلیف اُٹھاتے اور پسینہ پسینہ ہو جاتے اِن سب صورتون [illegible] جو ارادہ کرتا ہی وحی بہی لاتے جسکے الفاظ خدا کی طرف نہ ہوتے بلکہ [illegible] وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور فرماتے جسکو اہل اسلام وحی [illegible] آنحضرت [illegible] کافرون نے کہا حضرت ابراہیم کو جلا دو۔ ہمنے کہا اے آگ تو ٹہنڈی ہو جا۔ مگر ایسی ٹہنڈی نہ ہو جس سے ابراہیم تکلیف پاوین بلکہ ایسی ٹہنڈی جسمین بچ رہین۔ کافرون نے ابراہیم کے ہلاک کرنے کو ایک مکر کیا ہمنے انہی کو نقصان مین رکہا۔

قالوا حرقوه وانصرتم ان کنتم فاعلین قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم وارادوا به کیدا فجعلناهم الاخسرین۔ الانبیاء ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پھر دنیا مین ہم افسوس کس پر کرین - میرے ان اشارات کو انہون نے نہ سمجھا تو ناچار کسی نہ کسی صاحب کا بطور مثال نام لینا پڑیگا ؛

۳ - مصباح الادلۃ جواب ادلہ کاملہ کے جسقدر نسخے دہلی و ڈیرہ دان مین تھے وہ سب فروخت ہوگئے ہین اب جسقدر نسخے باقی ہین وہ سب لاہور مین ہمارے پاس ہین جو ہمنے مالک کتاب سے قیمتہً خرید لئے ہین سو یہی دن بدن فروخت ہوتے جاتے ہین تھوڑے سے نسخے باقی رہگئے ہین پس جنکو خریداری اس کتاب کی منظور ہو وہ تاخیر و توقف نہ کرین جلد زر قیمت ارسال فرماکر راقم سے کتاب طلب فرماوین عام قیمت ۸ر محصول ار پیلے ہمنے مسکینون کے لئے ۶ر مقرر کی تھی مگر جبکہ دیکھا کہ غنی لوگ بھی مسکین بنکر چھپہ آنہ کو ہی مانگتے ہین اسلئے قیمت کو عام کردیا تاہم رعایت مسکین ماتھہ سے نہ جاویگی مگر وہ رعایت حسب موقع و مشاہدہ عمل مین آویگی -

۴ براھین احمدیہ کی معاونت کی نسبت ہم نمبر سابق مین بہت کچھہ ترغیب دے چکے ہین جس سے مسلمان حامیان اسلام متاثر ہونیکی امید قوی ہے - اب ہم اس کتاب کے مولف مرزا غلام احمد صاحب کو ایک تدبیر فراہمی چندہ یا قیمت کتاب پر آگاہ کرتے ہین وہ یہہ کہ مرزا صاحب اس باب مین اُن اعیان دروسا اسلام کیطرف سے مراجعت کرین جنمین اکثر ایسے اہل وسعت ہین کہ اگر انمین سے کوئی صاحب توجہہ کرین تو صرف اپنی ہمت سے بلا شراکت غیر کتاب کو چھپوا سکتے ہین آگے اس تدبیر کا کارگر ہونا خدا کے اختیار ہے جسکی عظمت شان ہے اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ حکایت ہے - آن حضرات کے نام نامی یہہ ہین -

(۱) نواب والاجاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر امیر ریاست بھوپال

(۲) نواب محمود علیخان صاحب بہادر رئیس پہتاری ضلع بلند شہر -

(۳) نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ -

(۴) نواب محمد داؤد خان صاحب رئیس کرنول ضلع مدراس -

(۵) جناب خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ دام اقبالہم -

(۶) آغا کلب عابد بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع امرتسر۔

(۷) سید ہدایت علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع گورداسپور۔

(۸) جناب جامع معقول و منقول ماہر فروع و اصول معدن فیض عام۔ ناصر اسلام بررو تصنیف و کلام حضرت مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد۔

(۹) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار کانواڑہ ضلع سیونی۔

(۱۰) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار آرنی ضلع سیونی۔

۵۔ قیمت براہین احمدیہ جو بنرخ جدیدی نسخہ دس روپیہ مقرر ہوئی ہے وہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے جنکی جانب سے علاوہ از قیمت کتاب اور نوع سے بھی مدد پہنچنے کی توقع ہے اِن کے سوا اور مذہب (عیسائی آریہ وغیرہ) والون سے اسکی قیمت پچیس روپیہ لیجاویگی اور ایکروپیہ نوآنہ محصول ڈاک علاوہ براں۔

اطلاع

لاہور مین کاتب لئیق کے میسر نہ آنیکے سبب رسالہ مدت سے خراب ہو رہا تہا اب کی دفعہ اُسکا چھپوانا امرتسر مین تجویز ہوا ہے وہان اچہا چھپا تو ہمیشہ وہین سے چھپوایا جاویگا مگر لین دین و خط و کتابت متعلق رسالہ مہتمم رسالہ سے حسب عنوان و نشان قدیم ہونا چاہیے مطبع امرتسر کو بجز طبع رسالہ اور کچھ تعلق و اختیار نہین ہے۔

راقم

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ

ازلاہور محلہ سید مٹھہ۔